کتاب پر تبصرہ

کتاب کا نام: غائبستان میں بلوچ

مصنف: محمد حنیف

ناشر: ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان، لاہور

سال اشاعت: ۲۰۱۳ء

صفحات: ۴۸

قیمت: ۱۵۰ روپے

تبصرہ نگار: فرح گل بقائی*

یہ کتاب کل چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پیشِ لفظ میں چیئر پرسن ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان زہرہ یوسف نے کتاب کے لکھوانے کے محرکات بیان کیے۔ اس کے کل اڑتالیس صفحات ہیں جو ایک گھنٹے میں با آسانی پڑھے جا سکتے ہیں۔ مگر اس کو پڑھنے میں گھنٹے لگ جاتے ہیں کیوں کہ ہر ذی شعور بیان کردہ افراد کی کہانی میں اپنے پیاروں کی شکل دیکھتا ہے، پھر آنکھیں چھلک جاتی ہیں اور الفاظ دھندلا جاتے ہیں۔

اس کتاب میں مرتب کیئے گئے تمام واقعات محمد حنیف کے ان انٹرویوز پر مشتمل ہیں جو انہوں نے فیکٹ فائنڈنگ مشن کے دوران لا پتہ افراد کے خاندانوں سے لیے تھے۔ ان تحریروں میں آپ کو ان کی دلی ہمدردی اور حالات کی سنگینی کا شدید احساس چھلکتا نظر آئے گا۔

اس کتاب کا مقصد یہی نظر آتا ہے کہ حکومت اپنی ذمہ داری نبھائے اور اپنے تئیں جبری گمشدگیوں کا نوٹس لے اور ایسے قانون وضع کرے کہ کوئی ادارہ یا محکمہ یہ جرأت نہ کرسکے کہ اس ملک

---

* سینئر ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

کے ہنستے بستے گھر اجاڑ دے۔

مصنف نے تحقیق کی روشنی میں یہ بات قارئین کے سامنے رکھی ہے کہ ان جبری گمشدگیوں میں کس دور میں تیزی آئی۔ ۹/۱۱ کے بعد پرائی جنگ نے کس طرح کئی خاندانوں کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔

افغانستان پر غیر ملکیوں کی یلغار نے پاکستان کو کس قدر نقصان پہنچایا، اس کی تفصیل تو کہیں مستقبل میں لکھی جائے گی۔ پاکستان، افغانستان اور اس خطے کے لوگ کیسے غیر ملکیوں کی ملی بھگت میں یرغمال بن کر رہ گئے۔ کمزور ملک کن کن عذاب سے گزرتے ہیں یہ تو صرف وہی جانتے ہیں جو ان کا نشانہ بنتے ہیں۔

اس کتاب کا تعارف آئی اے رحمٰن نے لکھا۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں ریاست کو اس کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔ ریاست کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو امن اور تحفظ کا احساس دلائے۔ اُس کے ہر اقدام میں شہری کی بہتری اولیت رکھتی ہو۔ جیسے ایک گھر میں ماں باپ کا کام بچوں کو محفوظ اور پُر سکون ماحول دینا ضروری ہے تا کہ وہ اپنی توجہ اپنے تعلیمی مدارج اور صحت مند مشاغل پر مرکوز رکھیں۔ اس طرح ملک و قوم کی بہتری وہاں کی حکومت کا فرض ہے۔ اگر کوئی قوم غیر یقینی حالات کی نظر ہو جائے تو وہاں فسادات، افراتفری، نفاق اور بد امنی جنم لیتی ہے اور پھر دشمن ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا دیتے ہیں۔

پاکستان اور افغانستان جس عذاب سے گزر رہے ہیں اس کا اثر خطے کے تمام ممالک پر پڑ رہا ہے۔ کتاب کا نام ''غائبستان میں بلوچ'' ہے۔ کتاب کے شروع میں تحریر کیا گیا ہے کہ یہ کہانی چاروں صوبوں کی ہے۔ یہ جبری گمشدگی کا سلسلہ کسی ایک صوبہ تک محدود نہیں ہے یہ مسئلہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ البتہ اس کتاب کا مرکز بلوچستان کے چند خاندان ہیں۔

ایک ملک کو کب تک جنگ اور غیر یقینی حالات میں رکھا جا سکتا ہے، اس کا سد باب ہونا چاہیے۔ علاقے کے تمام ممالک کو اپنی ذمہ داری نبھانی چاہیے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو واپس اپنے اپنے گھر لوٹ جانا چاہیے۔ گو پاکستان اور افغانستان خود بھی اس جنگ کا حصہ ہیں مگر جو نقصان اس خطہ پر اس جنگ کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا ہے وہ کچھ لوگوں کے لیے مضحکہ خیز ہو گا اور کچھ کے لیے اچنبھے کا باعث۔

پاکستان اور افغانستان کا امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے کچھ لینا دینا نہیں لیکن پھر بھی امریکہ اس خطے پر ظلم کے پہاڑ توڑے اور اسی خطے میں آ دھمکا اور دونوں ممالک کی معیشت، کاروبار اور سیاحت کی صنعت تباہ کر دی۔ اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ وہ زبردستی کی دھونس کہ ''تم ہمارے ساتھ ہو یا مخالف'' کے دوغلے نعرہ کے تحت ساتھ شامل کر لیے گئے اور ایک نا ختم ہونے والا ظلم کا بازار اس علاقے میں روا رکھا گیا۔

اس کا منطقی انجام کیا ہو گا، وہ واضح ہے کہ عوام اپنے حکمرانوں پر اعتبار نہ کریں اس کا فائدہ کس کو ہو گا یقیناً انہی طاقتوں کو جو آگ کے کھیل میں غریب ممالک کو دھکیل کر کنارے پر کھڑے ہو کر تماشہ دیکھ رہے ہیں اور پاکستان اور افغانستان اپنی بے بسی پر ماتم کر رہے ہیں۔ بقول علامہ اقبالؒ

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

پاکستان اور افغانستان کے عوام کو ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قوموں کے زوال میں بہت سے محرکات کار فرما ہوتے ہیں۔ زوال کی داستانوں میں اندرونی خلفشار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں اپنی توجہ مثبت اور تعمیری بنیادوں پر رکھنی چاہیے۔ لوگوں کے ذہن میں خود اعتمادی اور خود انحصاری ضروری ہے غیر ملکی بیساکھی زیادہ عرصے نہیں چل سکتی۔